مرتبہ: محمد اقبال قریشی ہارون آبادی

مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادیؒ

اور ان کے

علوم و معارف

ولادت باسعادت | حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادیؒ یکم رمضان المبارک ۱۲۰۸ھ کو پیدا ہوئے۔ والد ماجد کا نام شیخ اہل اللہ تھا۔ گیارہ برس کی عمر میں والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ اور آپ کی تعلیم و تربیت کی جملہ ذمہ داریاں آپ کی والدہ محترمہ پر آپڑیں۔ والد مرحوم کا چھوڑا ہوا سرمایہ جلد ختم ہوگیا اور اسی زمانہ میں خوفناک قحط پڑا۔ والدہ محترمہ نے سینے پرونے کا کام کرکے آپ کو کھلاتے اور کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کیا حالانکہ آپ کے اعزہ میں باثروت اور مالدار لوگ موجود تھے۔

تعلیم و تربیت | والد ماجد کے انتقال کے باوجود انتہائی تنگ دستی اور افلاس میں بھوکے رہ کر اور فاقے کاٹ کر برابر حصول علم دین کے لئے کوشاں رہے اور ہمت نہ ہاری۔ ابتدائی تعلیم اپنے قصبہ میں حاصل کی پھر لکھنؤ جاکر وہاں کے جید علماء سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔ پھر تحصیل علم کے شوق میں پیدل ہی راستہ کی تکالیف اور صعوبتیں جھیلتے ہوئے دہلی پہنچے۔ اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ سے حدیث پڑھنا شروع کی۔ دو ماہ بعد وطن واپس چلے گئے۔ دوبارہ جب دہلی تشریف لے گئے۔ تو حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہٗ رحلت فرما چکے تھے۔ اس لئے حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب قدس سرہٗ سے تکمیل حدیث کی اس وقت عمر ۱۶، ۱۷ برس ہوگی لیکن جید علماء میں شمار ہونے لگے تھے۔

بیعت | علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ نے منازل سلوک طے کرنے کے لئے حضرت شاہ محمد آفاق صاحبؒ سے بیعت کی جو اس زمانے میں روحانی کمالات میں مسلّم بزرگ اور ولی اللہ تھے۔

گنج مرادآباد میں سکونت | علوم ظاہری اور علوم باطنی سے آراستہ ہوکر آپ اپنے وطن قصبہ بلانواں تشریف لے گئے اور شادی کی۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ بعد آپ کی اہلیہ کا انتقال ہوگیا۔ اس لئے آپ گنج مرادآباد تشریف لے گئے۔ اور تاآخر حیات وہیں رہے۔ اپنے وطن کو ترک کرنے کا سبب وہاں کا فسق و فجور تھا

لیکن گنج مراد آباد بھی اس سے کم یہاں کے باشندوں نے حق گوئی کی بنا پر آپ کی ایذا رسانی پر کمر باندھ لی لیکن آپ نے نہایت پامردی اور استقلال سے ان کا مقابلہ کیا۔ اور آخر عمر تک خلق اللہ کو مستفید کرتے رہے۔ اور ان کی اصلاح کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔

کرامات | بچپن ہی سے آپ کی کرامات کا ظہور ہونا شروع ہو گیا تھا چنانچہ ماہ رمضان المبارک میں آپ دن کو والدہ کا دودھ نہیں پیتے تھے۔ بچپن میں کھیل کود میں کبھی وقت ضائع نہیں کیا۔ اور لڑکوں سے یہی فرماتے کہ ہم دنیا میں کھیلنے نہیں آئے۔ بہت سے فاسق و فاجر آپ کے دست حق پرست پر بیعت کرنے سے سچے مسلمان ہو گئے بہت سے غیر مسلم آپ کی تبلیغ سے مسلمان ہو گئے اور بہت سے لا علاج مریض آپ کی دعا سے شفایاب ہو گئے۔ اس کے علاوہ مختلف مواقع پر آپ سے متعدد کرامات کا ظہور ہوا جس کی تفصیل "تذکرہ اولیائے پاک و ہند" میں موجود ہے۔

وصال مبارک | ماہ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ کے پہلے ہفتہ آپ پر بخار کا شدید حملہ ہوا جسکے بعد آپکی طبیعت نہ سنبھل سکی بلکہ روز بروز بحالت خراب ہوتی گئی اور بالآخر ۲۲ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ بروز جمعۃ المبارک بعد نماز مغرب اس دار فانی کو داغ مفارقت دے گئے۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ بڑی ہی مبارک اور قابل تقلید ہستی تھے۔ آپ کا پسندیدہ مشغلہ ذکر الٰہی اور عبادت و ریاضت تھا۔ دوسرا پسندیدہ مشغلہ درس حدیث و تفسیر تھا۔ فرماتے تھے مجھے اس میں اس قدر لذت و کیفیت محسوس ہوتی ہے کہ بیان نہیں کر سکتا۔ ساری زندگی نہایت سادگی سے گزار گئے۔ مکان کچا اور بوسیدہ تھا۔ اکثر باجرہ کی روٹی پر گزارہ کرتے لباس بھی نہایت معمولی اور غریبانہ پہنتے تھے۔ اور جو بھی تحائف آتے غرباء اور محتاجوں میں تقسیم فرما دیتے۔ نور اللہ مرقدہٗ۔

مولانا اشرف علی تھانویؒ اور حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادیؒ

حضرت[2] حکیم الامت تھانویؒ ربیع الثانی یا جمادی الاول ۱۳۰۱ھ میں جامع العلوم کانپور کی بنیاد رکھنے سے قبل بھی مرتبہ حضرت گنج مراد آبادیؒ کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ دوسرے[3] دن واپسی کے وقت حضرت حکیم الامتؒ نے رخصتی مصافحہ کیا اور دعا کی درخواست کی تو فرمایا: "ہم نے تمہارے لئے دعا کی ہے۔" اس کے بعد مولانا کبھی آنے جانے والوں کے ہاتھ حضرت حکیم الامتؒ کو سلام بھیجتے تھے۔ مولاناؒ تو ایسے آزاد تھے کہ کوئی چیز یاد نہ رہتی تھی نہ معلوم یہ کیسے یاد رہ گیا۔ عارف باللہ حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوبؒ تحریر فرماتے ہیں: "ایسے[5] صاحب استغراق بزرگ کا حضرت حکیم الامتؒ کو تھوڑی سی ملاقات میں اتنا یاد رکھنا کہ سلام کہلا کر بھیجنا بہت بڑی خصوصیت اور نہایت شفقت

کی دلیل جسبتے۔"

چند سال کے بعد دوسری مرتبہ حضرت حکیم الامت حضرت گنج مراد آبادیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو پڑے بطور ہدیہ ساتھ لے گئے تھے۔ دوسرے لوگ حضرت گنج مراد آبادیؒ کی رغبت کی چیزیں تمباکو اور سامان لاتے تھے۔ حضرت حکیم الامتؒ کو آپکی مرغوب چیزوں کا علم نہ تھا۔ اور وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ یہ ہدیہ پسند فرمائیں گے۔ لیکن جب حضرت حکیم الامتؒ نے اپنا ہدیہ پیش کیا تو خوش ہو کر فرمایا: "انہیں اٹھا کر رکھو ہم ان کا شربت پیا کریں گے۔" خلاف توقع معاملہ دیکھ کر اور لوگوں کو (جو رغبت کی چیزیں لائے تھے) تعجب ہوا اور حضرت حکیم الامتؒ نے خدا کا شکر ادا کیا۔

جب حضرت حکیم الامتؒ نے واپسی کی اجازت چاہی تو فرمایا ابھی کیا جلدی ہے۔ مدرسہ کی تعطیل ہے۔ رمضان شریف کا زمانہ ہے۔ اور ٹھہرو۔ حضرت حکیم الامتؒ بھی دل سے یہی چاہتے تھے۔ حضرتؒ کے ارشاد کو غنیمت سمجھا اور واپسی کے ارادہ کو ترک کیا اور حصن حصین پڑھنے کے لئے عرض کیا تو بڑی خوشی سے قبول فرمایا اور حدیث پڑھاتے پڑھاتے کے دوران مختلف وقتوں میں نعرے لگاتے جاتے تھے اور کہیں کہیں تحقیق بھی کرتے جاتے تھے۔ اور اس دوران ذوق و شوق میں کھانا برابر تکلیف کا آتا رہا۔

ایک دن حدیث کا سبق پڑھا کر یہ شعر پڑھا ۔

ما ہر چہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم　　　الا حدیث یار کہ تکرار می کنیم

اس شعر کے لطف کو لفظ "حدیث" نے دوبالا کر دیا۔ حضرت حکیم الامت نے حصن حصین پڑھنے کے بعد رخصت ہوتے وقت تبرکاً حدیث شریف کی اجازت چاہی تو فرمایا ہاں جی اجازت ہے یہ بھی فرمایا کہ کبھی کبھی آیا کرو اور کچھ سنایا کرو۔ لیکن اتفاق سے اس کے بعد حضرت حکیم الامت پھر تشریف نہ لے جا سکے۔ ان سب باتوں سے حضرت گنج مراد آبادی کا حضرت حکیم الامتؒ سے خصوصی برتاؤ التفات اور محبت و شفقت ظاہر ہے۔ بعد وفات حضرت گنج مراد آبادیؒ حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوبؒ نے اشرف السوانح کی تصنیف کے دوران حضرت گنج مراد آبادیؒ کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ مجھے وساوس شیطانیہ کی بہت کثرت رہتی ہے۔ دعا فرمائیے کہ ایمان کامل نصیب ہو تو فرمایا تمہارا پیر تو بڑا بھاری شیخ ہے۔ تم مولوی اشرف علی کے مرید ہو۔ پھر وساوس کے متعلق فرمایا کہ کبھی دن میں تاریکی میں بھی جلتی رہتی ہے۔ اس طرح سے کہ اس کی کھڑکیاں بند ہوتی ہیں۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے خواب کی اطلاع ایک پرچہ کے ذریعہ حضرت حکیم الامتؒ کو دی تو تحریر فرمایا: "وساوس سے ایک گو۔ طبعی ظلمت ہوتی ہے۔ مگر یہ تاریکی مانع قطع مسافت نہیں ہوتی جبکہ وسائط صحیح ہوں۔ چنانچہ ڈرائیور کا صاحب نور ہونا

اور دیل کالاٹن پر ہونا کافی ہے

حضرت حکیم الامت کی حضرت گنج مرادآبادیؒ سے محبت | حضرت حکیم الامتؒ اپنے مواعظ حسنہ اور مجالس میں حضرت گنج مرادآبادیؒ کے ملفوظات اور واقعات لطف لے لے کر بیان فرماتے تھے۔ نیز فرماتے تھے۔ "مولانا بظاہر مجذوب سے تھے ورنہ بڑے عالم بڑے متقی تھے حدود شرعیہ سے خوب واقف تھے اور پورے متبع سنت تھے"

حضرت حکیم الامت جب سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ کی خدمت میں جب مکہ معظمہ جانے لگے تو مقصود میں کامیابی کے لئے عریضہ لکھا تو حضرت گنج مرادآبادیؒ نے خط کے ایک گوشہ میں اپنے قلم سے تحریر فرمایا: "از فضل الرحمن۔ سلام علیکم دعائے خیر نمودم" حضرت حکیم الامتؒ نے عرصہ تک اس خط کو محفوظ رکھا جس سے حضرت گنج مرادآبادیؒ سے محبت اور تعلق ظاہر ہے ——

ملفوظات طیبات

بروایت حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ

خدا کی بڑی نعمت | ۱۔ فرمایا ایک بار میں حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب قدس سرہ کے یہاں مہمان تھا۔ جب میں نے کھانا شروع کیا تو مولاناؒ نے پوچھا کیا ہے میں نے کہا ارہر کی دال اور روٹی ہے۔ فرمایا: سبحان اللہ خدا کی بڑی نعمت ہے۔ دیکھو مولاناؒ نے ارہر کی دال کو بڑی نعمت فرمایا ہے۔ اور صحابہ کرام اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کھایا کرتے تھے۔

۲۔ پرانی جورو ماں ہو جاتی ہے | فرمایا شاہ فضل الرحمن صاحب سے کسی ذاکر نے شکایت کی کہ حضرت اب وہ پہلا سا جوش نہیں رہا تو فرمایا کہ تم کو خبر بھی ہے پرانی جورو ماں ہو جاتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ محبت تو ماں کے ساتھ بھی ہوتی ہے۔ مگر اس میں جوش نہیں ہوا کرتا۔ پرانی جورو کے اماں ہونے پر ایک سرحدی نواب کی حکایت یاد آئی کہ بڑھاپے میں ان کی بیوی کا انتقال ہو گیا تھا تو حاکم ضلع تعزیت کے لئے گئے اور کہا نواب صاحب ہم کو اس کا بہت افسوس ہے کہ آپ کی بیوی مر گیا تو وہ رونے لگے اور کہا کلکٹر صاحب وہ ہمارا بیوی نہ تھا، اماں تھا، ہم کو روٹی کھلاتا تھا، پنکھا جھلتا تھا۔ واقعی یہ کام تو پرانی بیوی کرتی ہے نئی دلہن سے یہ کام کہاں ہو سکتے ہیں۔ وہ تو اپنے نخروں اور چوچلوں میں رہتی ہے۔ مگر یہ سب چار دن کی باتیں ہیں سال دو سال کے بعد سب کا جوش ختم ہو جاتا ہے۔ اور بقول مولانا کے پرانی جورو اماں ہو جاتی ہے۔ سو ذکر کی یہی حالت ہے۔ اس میں اول ہی جوش و خروش ہوتا ہے پھر سکون ہو جاتا ہے۔

۳. موت کا طبعی خوف | فرمایا: شاہ فضل الرحمن صاحبؒ ایک دفعہ بیمار ہوئے، پھر اچھے ہو گئے، ہم کو مرنے سے بہت ڈر لگتا ہے۔ حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: ہم نے دونوں قسم کے بزرگوں کو دیکھا ہے۔ ان کو بھی جن پر حب عقلی کا غلبہ نہ تھا۔ اور زندگی نہ چاہتے تھے: اور ان کو بھی جنہیں حب عقلی کا غلبہ تھا۔ اور زندہ رہنا چاہتے۔ ایک رات سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو خواب میں دیکھا انہوں نے ہم کو چھاتی سے لگا لیا بس صبح ہی کو اچھے ہو گئے۔ مولانا بڑے صاف تھے تصنع بالکل نہ تھا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ تو حدیث میں آیا ہے کہ جب ملک الموت ان کے پاس قبض روح کے لئے آئے تو آپ نے ان کے ایک طمانچہ مارا: وہ بے چارے حق تعالیٰ کے پاس واپس گئے اور عرض کیا اِنَّکَ اَرْسَلْتَنِیْ اِلٰی رَجُلٍ لَا یُرِیْدُ الْمَوْتَ۔ آپ نے مجھے ایسے شخص کے پاس بھیجا ہے جو مرنا نہیں چاہتا، سو طمانچہ مارنے کی خواہ کچھ ہی توجیہ ہو لیکن ملک الموت کے قول سے موسیٰ علیہ السلام کی شان لَا یُرِیْدُ الْمَوْتَ۔ کی تو معلوم ہوتی ہے جس پر نکیر نہیں کیا گیا معلوم ہوا کہ طول حیات کی خواہش منافی کمال ولایت نہیں وہ دنیا کی عمر کو موجب زیادت قرب سمجھ کر یہ چاہتے تھے کہ وہ زندہ رہیں تاکہ قرب میں اور ترقی ہو۔

۴. ایمان کا اجمالی بیان | فرمایا: میں نے حضرت فضل الرحمن صاحب گنج مرادآبادی سے دس سے زیادہ ایک عجیب حکایت سنی ہے جس میں توجیہ کی بھی ضرورت ہے۔ اور کوئی بیان کرتا تو شاید یقین ہونا بھی مشکل ہوتا اور بہت ممکن تھا کہ میں سن کر رد کرتا۔ وہ یہ کہ دھوبی کا انتقال ہو گیا جب دفن کر چکے تو منکر نکیر نے آکر سوال کیا مَنْ رَّبُّکَ مَا دِیْنُکَ مَنْ ھٰذَا الرَّجُلُ۔ وہ جواب میں کہتا ہے کہ مجھ کو کچھ خبر نہیں میں تو حضرت غوث اعظم کا دھوبی ہوں اور فی الحقیقۃ یہ جواب اپنے ایمان کا اجمال بیان تھا، محض تعبیر اجمالی تھی۔

۵. دین میں حرج نہ دیکھو | فرمایا ایک شخص نے مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مرادآبادیؒ سے عرض کیا کہ حضرت مفقود کے مسئلہ میں تو بڑا حرج ہے، فرمایا کہ بڑا حرج لئے پھرتا ہے۔ جہاد میں بھی تو بڑا حرج ہے، جان دینی پڑتی ہے۔ اسکو بھی قرآن شریف سے نکال دو۔

مولانا پر جذب کا غلبہ رہتا تھا اسی رنگ کا جواب دیا جذب کے مناسب ایک واقعہ ہم [illegible] بیان فرمایا کہ وقار الامراء حیدرآبادی ملاقات کو آئے مولانا نے حکم دیا۔ نکال دو۔ صاحبزادے نے سفارش کی فرمایا اچھا دو بجے تک اجازت ہے۔ وہ بھی نہایت باادب اور سلیم الطبع تھے دو بجے گھر چلے گئے انہوں نے کہا بھی کہ صبح کو چلے جائیں مگر انہوں نے جواب دیا کہ خلاف ادب ہے یہاں پر قیام کرنا مولانا کا اس کے بعد ٹھہرنے کا حکم نہیں۔ یہ اس زمانہ کے امراء کی حالت تھی غرض حیدرآباد کے امراء نہایت ہی مخلص اور [illegible]

سے نہایت خوش اعتقاد تھے۔

۶۔ سنت نکاح کے عمل پر فائدہ | فرمایا: حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے آخر وقت میں نکاح کیا تھا۔ محض اس وجہ سے کہ حضرت کو ناسور کا مرض ہو گیا تھا۔ اسکی دیکھ بھال سوائے بیوی کے ہو نہیں سکتی۔ وہ بی بی بے چاری برابر اپنے ہاتھ سے شب و روز میں کئی کئی مرتبہ دھوتیں اور صاف کرتی تھیں۔ نہایت خوشی کے ساتھ کوئی گرانی یا نفرت ان کو نہ ہوتی تھی۔ دنیا میں اس تعلق کی کوئی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔

۷۔ مولاناؒ سے ہندوؤں کی عقیدت | فرمایا: مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے متعلق بعض ہندوؤں کا یہ کہنا کہ ان کا کیا مسلمان کیا ہندو۔ اس کہنے کا واقعہ یہ ہے کہ مولانا سے اکثر لوگ تبرک مانگتے تھے تو مولانا نے ایک پودن کی گولیاں بہت سی بنوا دی تھیں جو کوئی تبرک مانگتا فرماتے وہ گولیاں خرید کر دم کر لو۔ چنانچہ بعض اوقات مجذوب غالب رہتا تھا اس لئے کبھی تو دم کر دیتے تھے اور بعض مرتبہ تھوک دیتے اور اس سے ہندوؤں کو ذرہ برابر بھی ناگواری نہ ہوتی تھی۔ ایسے لوگوں سے بعض غیر معتقد ہندوؤں نے بطور اعتراض کہا کہ تم مسلمان کا تھوک کھاتے ہو۔ اس پر ان معتقدین نے جواب دیا تھا کہ ان کا کیا ہندو کیا مسلمان۔

۸۔ خلاف اصول سے مولانا کا غصہ | فرمایا: کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے یہاں مجھ کو ڈانٹ پڑی تھی۔ میں رات کو پہنچا تو بہت خفا ہوئے کہ یہ وقت آنے کا ہے۔ تم کو خدا کا خوف نہ آیا تم کو نیند نہ آئی۔ میں نے دل میں کہا کہ جو چاہے کہہ لیں ہم تو سننے ہی کے واسطے آئے ہیں۔ اس وقت تو اس کا استحضار تھا۔

تو بیک زخمے گریزانی ز عشق   تو بجز نامے چہ میدانی ز عشق

اللہ کا شکر مجھ کو برا معلوم نہیں ہوا۔ مولانا کی باتیں عجیب ہوتی تھیں۔

۹۔ اصولی بات | فرمایا مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادیؒ نے مولوی محمد علی صاحب سے فرمایا تھا کہ کسی کو ساتھ مت لایا کرو اس سے تکلیف ہوتی ہے۔ حاصل یہ تھا کہ تمہارے ساتھ اور معاملہ ہے۔ اور آنے والے کے ساتھ نہ معلوم کیا برتاؤ مناسب ہے۔ تمہارے ساتھ ہونے کی وجہ سے اسکی رعایت کرنا پڑتی ہے۔ کیسی اصولی بات فرمائی۔ حالانکہ مجذوب تھے۔ مگر نہ معلوم کس طرح یہ اصول قلب میں آتے تھے۔ اب تجربہ کے بعد معلوم ہوا کہ واقعی ایسا ہی کرنا چاہیے۔

۱۰۔ شریعت کے سامنے احوال و مواجید سب ہیچ | فرمایا ایک صاحب حج کا ارادہ رکھتے تھے حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادیؒ کی خدمت میں اجازت لینے کے لئے حاضر ہوئے۔ مولاناؒ کو ان کی بے سر و سامانی معلوم تھی۔ فرمایا جہاں جاتے ہو اس کوچہ کی شان الٰہی بھی جانتے ہو۔ ایک صاحب نے ساتھ

شعر پڑھ دیئے ۔

اے دل بہ آں خواب کہ از شئے گلگوں باشی   بے زر و گنج بصد حشمت قاروں باشی

در رہ منزل لیلیٰ کہ خطرہاست بجان   شرط اول قدم آنست کہ مجنوں باشی

یہ جو فیاض رنگ کا جواب تھا یہ کا طبعی اثر مولانا پر بھی ہوا کہ ایک چیخ نکل گئی ۔ مگر چونکہ شیخ کامل تھے سنبھل کر فرمایا کہ شرعی شرائط کے مقابلہ میں سب ہیچ ہے ۔ درحقیقت تصوف کو بھی ان حضرات نے پورا سمجھا تھا احوال ومواجید سب اپنی جگہ مگر ان پر شرعی حدود کا پہرا لگا ہوا ہے ۔ (مجالس حکیم الامت صـ۶۶)

۱۱۔ ذکر مولد | فرمایا : کسی نے حضرت مولاناؒ سے ذکر مولود کا پوچھا تو فرمایا یہاں ہم ہر وقت ذکر مولود کرتے ہیں اور کلمہ پڑھ کر سنا دیا اور فرمایا یہ بھی مولود ہوگیا ۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا نہ ہوتے تو ہم یہ کیوں پڑھتے ۔ اس نے کہا کبھی بلا واسطہ بھی تو ذکر رسولؐ ہونا چاہیئے ۔ فرمایا : لو ابھی کرتے ہیں ۔ اور یہ شعر پڑھ دیا ۔ ؎

نہ ہوتی باراں سے سوکھی زمین   یعنی آئے رحمۃ العالمین

مطلب یہ تھا کہ ہم بلا قید رسوم ، مٹھائی ، جلسہ ، چراغاں ، مجمع آپؐ کا ذکر کرتے ہیں ۔

۱۲۔ اختلاف مذاق | فرمایا : دیوبند میں مولانا ذوالفقار علی صاحب کو مٹھائی بہت مرغوب تھی ۔ اور مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی کو کھٹائی کا بڑا شوق تھا ۔ دونوں حضرات اپنی اپنی مرغوب شئے کے متعلق اشعار لکھتے تھے ۔ دلائل بیان کرتے تھے ۔ غرض اپنا اپنا مذاق ہے کسی کو کچھ مرغوب ہے کسی کو کچھ ۔

۱۳۔ سادگی میں لطف | فرمایا ہم نے بھی مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادیؒ کے یہاں اکثر ارہر کی دال اور روٹی کھائی تھی ۔ جو مزہ ان کے اس کھانے میں آیا وہ بڑی بڑی دعوتوں میں بھی نہیں آیا ۔ (راحت القلوب صـ۲۱)

۱۴۔ حقیقی مرید کی تعریف | فرمایا : مجھ سے اودھ کے ایک رئیس لوگ کہنے لگے کہ مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحبؒ کے یہاں تو مریدوں کی بڑی بے قدری ہوتی ہے ۔ ہر وقت نکالنے کا حکم زبان پر رہتا ہے ۔ ایسا شیخ بتاؤ جہاں مریدوں کی قدر ہوتی ہو ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ لیجئے یہ طلب رہ گئی ہے کہ مریدین چاہتے ہیں کہ پیر ایسا ہو جو ہماری قدر کرے جس مرید کو اپنی قدر کرانے کی خواہش ہوگی وہ کیا خاک شیخ کی اطاعت کریگا ۔ طلب تو اس کا نام ہے کہ مرید اپنی طرف سے اس کے لئے آمادہ رہے کہ اگر شیخ برسر بازار بھی جوتیاں مارے تو ذرا سا میل بھی دل میں نہ آئے اگرچہ شیخ عمر بھر ایسا نہ کرے مگر مرید کو ہر وقت اس کے لئے تیار رہنا چاہیئے ۔

۱۵۔ عامل کو خدا پر توکل نہیں رہتا | فرمایا : حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی کا ذکر کرتے ہیں کہ فرماتے تھے کہ اگر صاحب نسبت عمل کرے تو نسبت سلب ہو جاتی ہے ۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ عامل کو خدا پر توکل نہیں رہتا اور عجب پیدا ہو جاتا ہے ۔

(باقی آئندہ)